**E-ISSN:** 2706-8927
**P-ISSN:** 2706-8919
www.allstudyjournal.com
IJAAS 2019; 1(2): 177-178
Received: 09-08-2019
Accepted: 13-09-2019

**Dr. Shahnaj Ara**
Guest Teacher,
Department of Urdu,
Dr. L.K.V.D. College, Tajpur,
Samastipur, Bihar, India

**Corresponding Author:**
**Dr. Shahnaj Ara**
Guest Teacher,
Department of Urdu,
Dr. L.K.V.D. College, Tajpur,
Samastipur, Bihar, India

# حجاب امتیاز علی ایک افسانہ نگار

**Dr. Shahnaj Ara**

## مقدمہ

حجاب امتیاز علی بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں اور اردو دنیا میں افسانہ نگاری ی حیثیت سے مشہور ومقبول ہیں، لیکن انہوں نے چند ناول بھی لکھے ہیں۔ مختصر افسانہ ہو یا ناول دونوں کا ماحول اور فضا رومانی اور طلسماتی ہیں۔ در اصل وہ بچپن ہی سے خواب و خیال کی دنیا میں سانس لیتی رہی ہیں۔ زندگی کے نشیب و فراز ارو دھوپ چھاؤں سے انہیں کبھی سابقہ نہیں پڑا بلکہ رنگین اور جگمگاتی ہوئی کائنات میں انہوں نے اپنی زندگی بسر کی ہے وہ خودفرماتی ہیں:

”میں سدا کی ایک خواب کار عورت ہوں۔ خواب کاروں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ شخصیت فراری ہوتے ہیں۔ لہذا میں پرانی اور مشاق فراری ہوں۔ فراریوں پر الزام ہے کہ وہ بزدل ہوتے ہیں۔ لہذا میں بزدل ہوں شدید حقیقت کی دہشت انگیزی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ خوفزدہ ہو کر میں نے خوابوں کے پر سکون جزیروں میں پناہ لی اور وہاں تمام عمر کہانیاں لکھنے میں بسر کردی۔“

حجاب امتیاز علی کا بیان حقیقت وصداقت کا ترجمان ہے۔ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے خواب زار میں رہ کر رومانی کہانیاں لکھی ہیں۔ انکی کہانیوں کا موضوع محبت ہے۔ مختصر افسانے سے لے کر ناول تک رومانی ماحول اور طلسماتی فضامیں محبت کی داستان بیان کی گئی ہے۔ حجاب کے نول موضوع گفتگو ہے۔ ان کے اولین ناول کا سراغ ہمیں قرۃ العین حیدر کے درج ذیل بیان سے ملتا ہے:

”حجاب کا ایک بہت اچھا ناول ”ظالم محبت“ ۱۹۴۱ء میں چھپا تھا۔ اس سے بھی پہلے غالباً ۱۹۳۲ء میں ”میری ناتمام محبت“ شائع ہوا تھا۔جسے اردو میں لطیف ترSENSIBILITY کے موڈرن ناولوں کا پیش رو سمجھنا چاہئے، قرۃ العین حیدر نے ” میری ناتمام محبت“ کو ناول قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ ایک طویل مختصر افسانہ ہے اور حجاب امتیاز علی کے تخلیق سفر کا اولین نمونہ ہے۔ جس کی تراش خراش میں ان کے والدہ عباسی بیگم نے کمال فن دکھایاہے۔” میری ناتمام محبت“ ”دارالاشاعت“ پنجاب لاہور سے ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں افسانے شامل ہیں۔ سب سے پہلاافسانہ ”میری نا تمام محبت“ اور یہ افسانہ بہت کامیاب اور انکی شاہکار تخلیق ہے۔ وقار عظیم نے ”ظالم محبت“ کو حجاب امتیاز علی کا اولین ناول بتایا ہے۔ نیلم فرزانہ اپنی کتاب ”اردو ادب کی اہم خواتین ناول نگار “ میں ” میری نا تمام محبت“ اور ”ظالم محبت “ دونوں کو ناول تسلیم کرتے ہوئے تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔

ناول” میری نا تمام محبت“ پہلی بار کتابی شکل میں منظر عام پر ۱۹۳۳ء میں آیا۔ ناول نگار نے اسے اپنی ماں عباسی بیگم کے نام سے معنون کیا ہے۔ انہوں نے اپنے دیباچہ میں لکھا ہے:

”میری ناتمام محبت“ ایک نا تجربہ کار لڑکی کے نابالغ ذہن کا تراشیدہ ایک ایسا بت ہے جس کی ساخت میں کئی جگہ خود بت تراش کی نو عمری اور جذبات کی ولولہ انگیز یا ہمواری جھلکتی نظر آتی ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ کہیں اس بت کی آنکھیں بہت زیادہ نشیلی ہو گئی ہینتو کہیں ابرو بے حد خم دار ہو گئے ہیں۔ آج میں اپنی اس کتاب کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دیتی ہوں اور پرانی یادیں نہ جانے مجھے کس خیالستان میں لے اڑاتی ہیں“۔

اس ناول کے قصے کا آغازقبرستان کی پر اسرار فضا سے ہوتا ہے۔ جہاں روحی کئی برسوں کے بعد ساحل شوراک پر آتی ہے اور اپنی ناکام محبت کو یاد کرتے ہوئے اس کی کہانی سناتی ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ محبت کے جذبے سے پہلی بار آشنا ہوئی تھی۔ وہ علی الصبح قبرستان پہنچتی ہے اور ----- کے اداس پتھروں پر بیٹھ کراپنی زندگی کے پہلے رومان کو سلاسل تحریر میں لاتی ہے۔ اس

پہلی محبت کی مختصر روداد یہ ہے کہ روحی زبیدہ کے سکریٹری کیپٹن فکری کے دام محبت میں اسیر ہو جاتی ہے اور اس پر جان دینے لگتی ہے۔ جب کہ کیپٹن فکری اس کو ایک بزرگ اور نگراں کی حیثیت سے دیکھتا اور پیار کرتا ہے۔ وہ روحی کو معصومیت اور بچپن کے زمانے ہی سے شفقت کی نظر سے دیکھا ہے اور اس کی عمر چالیس سال ہے جب کہ روحی عنفوان شباب کی وادی میں چودہویں بہار دیکھ رہی ہے۔ دادی زبیدہ رومیؔ کے جذبۂ محبت سے بے خبر اس کو اپنے پوتے شہباز سے منسوب کر دیتی ہے۔ رومیؔ ایک نہایت ہی خوبصورت اور حسین و جمیل لڑکی ہے۔ جسے شہبازؔ اپنی شریک زندگی بنانا چاہتا ہے، لیکن چونکہ شہباز ایک عیاش اور آوارہ نوجوان ہے اس لئے رومی اس سے نفرت کرتی ہے۔ اور اس کو زندگی کی راہ میں ہم سفر بنانے سے انکار کر دیتی ہے۔ دادی زبیدہ کو رومی کا فیصلہ ناگوار گزرتا ہے۔ کیپٹن فکر دادی زبیدہ کی ایما پر روحی کو سمجھاتا ہے، لیکن وہ شہباز سے شادی کے لئے تیار نہینہوتی ہے۔ کیپٹن فکری روحی سے یہ جاننا چاہتا ہے کہ وہ آخرکس سے محبت کرتی ہے۔ اور کس کو اپنا رفیقِ حیات بنانا چاہتی ہے وہ روحی کا آئیڈل معلوم کرنے پر مضر ہے۔ آخر کار یہ راز افشاں ہوتا ہے کہ روحی کیپٹن فکری سے پیار کرتی ہے۔ روحی کے والد اپنی بیٹی کے پسند کو ترجیح دیتے ہیں اور کیپٹن فکری سے شادی کرنے کے لئے رضا مند ہو جاتے ہیں۔ کیپٹن دادی زبیدہ خاندانی اصول اور روایت اور وقارو عزت کے پیش نظر اس شادی سے انکار کر دیتی ہے۔ کیپٹن کے دل میں بھی روحی کے لئے جذبۂ محبت موجزن ہے۔ چنانچہ وہ اپنی محبت میں ناکام ہو کر ایک رات دادی زبیدہ کے محل سے فرار ہو جاتا ہے۔ جس کے غم میں روحی بیمار ہو جاتی ہے۔ شہباز اور رومی کی تقریب شادی کچھ مدت کے لئے ملتوی ہو اجتی ہے اس اثنا میں معاً دادی زبیدہ دارفانی سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ ان کے سانحہ ارتحال سے رومی کے والد کرب و انتشار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رومی اپنے والد کو ایک طویل سفر شوراک جانے کی تجویز پیش کرتی ہے تاکہ سیر وسیاحت سے دادی زبیدہ کی موت کا غم ہلکا ہو اور سکون و راحت میسر آئے۔ ان کی شوراک پہنچنے پر ایک روز مولوم ہوتا ہے کہ کیپٹن فکری نے خود کشی کر لی ہے۔ کئی برسوں کے بعدرومی شوراک آکر قبرستان سے گزرتے ہوئے دادی زبیدہ کی قبر پر فاتحہ پرھنے لگتی ہے۔ اچانک اس قبر کے پہلو بہ پہلو دوسری قبرپرنظر ٹھہر جاتی ہے۔جس کے کنید پر لکھا ہے۔ (یہ اس کی آرام گاہ ہے جس کی موت ناکامئی عشق ہے۔)

ماجرا نگاری کے اعتبار سے یہ ناول اکھرا ہے اور کہیں بھی مزاحمت یا الجھن محسوس نہیں ہوتی ہے۔ نیز پوری کہانی بڑی آسانی کے ساتھ آگے بڑھتی ہے۔ احساسات اور جذبات کی کشمکش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس ناول میں واقعہ طرازی کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے واقعات اور حادثات پلاٹ سازی میں مدد ومعاون ہیں۔ رومیؔ روشن خیال اور با وقار خاتون ہے وہ شہباز کی بیوی بن کراپنی زندگی تباہ وبرباد اور شہباز سے نفرت کرتی ہے اور حقارت آمیزی کے ساتھ جواب دیتی ہے۔

”تمہارا احترام تو ایک طرف لایا تمہارے لئے میرے پاس رحم تک موجود نہیں۔“

کردار تراشی کے اعتبار سے بھی ناول ”میری ناتمام محبت“ ایک کامیاب تخلیق ہے۔ جذبات نگاری کے اعتبار سے حجاب امتیاز علی ایک کامیاب فن کار ہیں۔ افراد قصہ کے جذبات واحساسات کو ملحوظ رکھنا اور سچی عکاسی کرنا دشوارفن ہے۔لیکن حجاب امتیاز علی اس مشکل مرحلے سے جی بخوبی گزرجاتی ہیں اور نہایت پرتکلف لب ولہجے میں کرداروں کے احساسات و جذبات کی تصویرکشی کر جاتی ہیں۔ رومی کو معصومیت کے زمانے میں جذبات کی شدت ملاحظہ فرمائیں:

”میں مسکرائی کیا میں بھی حسین ہوں؟ شہباز بھی حسین ہیں؟ مگر مجھے سب سے زیادہ تم پیارے معلوم ہوتے ہو! مجھے تو صرف تم ہی بہت پسند آتے ہو۔“

زبان وبیان کے اعتبار سے بھی ”میری ناتمامحبت“ حجاب کے منفرد اظہار واسلوب کا ضامن ہے۔ ان کے یہاں شگفتگی،شائستگی،سادگی اور سلاست بدرجہ اتم ملتی ہے۔اس میں اثر انگیزی، معنی خیزی، دلکشی اور دل آویزی اپنے ساز وسامان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ حجابؔ امتیاز علی کے اندر تحریر اور مکالموں سے متعلق نیلم فرزانہ کا خیال حق بہ جانب ہے۔ اس سے بھرپور اتفاق کیا جا سکتا ہے۔